OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

تفسیر ابن کثیر و تدبرِ قرآن کی روشنی میں سورۃ النور آیات 27 تا 31 کے معاشرتی آداب: تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Social Etiquettes in Surah An-Nur, Verses 27–31, in the Light of Tafsir Ibn Kathir and Tadabbur-e-Qur'an

Nida Bibi
BS Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: nidasharif10@gmail.com

Dr. Muhammad Noman (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Naghma Bibi
BS Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: naghmabibicharbagh74@gmail.com

Received on: 10-10-2025 Accepted on: 20-11-2025

Abstract

Islam is a complete and comprehensive religion that provides guidance and clear teachings for every aspect of human life. Allah Almighty revealed the Holy Qur'an for the guidance, welfare, and success of humanity. It is a comprehensive source of commandments, teachings, principles, regulations, and social etiquette. Along with instructions concerning worship and human dealings, the Holy Qur'an also provides essential principles and manners for living a balanced and virtuous life, with the aim of reforming individuals and establishing a righteous, pure, and peaceful society. The Holy Qur'an presents important principles and social etiquettes at various places, characterized by comprehensiveness, universality, and enduring relevance. In this regard, the social principles and etiquettes mentioned in Surah An-Nur hold particular significance. Specifically, verses 27–31 provide fundamental guidelines regarding seeking permission before entering homes, respecting the privacy of household members, leaving when permission is not granted, lowering the gaze, maintaining chastity, and observing modesty and moral decency. If these Qur'anic teachings are implemented in their true spirit and followed sincerely by individuals, a harmonious and ideal society based on mutual respect, trust, modesty, chastity, peace, and tranquility can be established. Therefore, this article presents a comparative study of the social etiquettes mentioned in these verses in the light of Tafsir Ibn Kathir and Tafsir Tadabbur-e-Qur'an.

Keywords: Surah An-Nur, Social Etiquettes, Tafsir Ibn Kathir, Tafsir Tadabbur-e-Qur'an, Privacy, Modesty, Chastity.

تمہید:

اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے، جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنمائی اور واضح تعلیمات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی، فلاح اور کامیابی کے لیے قرآن کریم نازل فرمایا، جو احکام، تعلیمات، اصول و ضوابط اور معاشرتی آداب کا جامع مجموعہ ہے۔ قرآن کریم میں عبادات اور معاملات سے متعلق احکام کے ساتھ ساتھ انسان کو زندگی گزارنے کے بہترین اصول اور آداب بھی سکھائے گئے ہیں، تاکہ فرد کی اصلاح کے ساتھ ایک صالح، پاکیزہ اور پُر امن معاشرے کی تشکیل بھی ممکن ہو۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر معاشرتی زندگی سے متعلق اہم آداب و اصول بیان کیے گئے ہیں۔ ان قرآنی تعلیمات میں جامعیت، ہمہ گیریت اور دائمی افادیت پائی جاتی ہے، کیونکہ یہ صرف کسی مخصوص زمانے یا معاشرے کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ اس ضمن میں سورۃ النور میں وارد معاشرتی اصول و آداب خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ بالخصوص آیات 27 تا 31 میں گھروں میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرنے، اہل خانہ کی نجی زندگی کا احترام کرنے، اجازت نہ ملنے کی صورت میں واپس لوٹ جانے، نگاہیں نیچی رکھنے، پاک دامنی اختیار کرنے اور حیا و عفت کو ملحوظ رکھنے جیسے بنیادی معاشرتی آداب بیان کیے گئے ہیں۔ اگر ان قرآنی اصول و آداب کو معاشرے میں حقیقی معنوں میں نافذ کیا جائے اور افراد ان پر خلوص نیت سے عمل پیرا ہوں تو باہمی احترام، اعتماد، حیا، عفت اور امن و سکون پر مبنی ایک مثالی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ اس آرٹیکل میں مذکورہ آیات میں بیان کردہ معاشرتی آداب کا تفسیر ابن کثیر اور تفسیر تدبرِ قرآن کی روشنی میں تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

سورہ نور، آیت نمبر:27

دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے لئے اجازت مانگنے کی ہدایات:

معاشرے میں پاکدامن زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول و آداب متعین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر اقدام و احکام انسان کی فطرت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں بے حیائی و فحاشی کا سد باب کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں کچھ آداب ذکر کئے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والوں اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کرو، یہی تمہارے لئے سراسر بہتری ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

تفسیر ابن کثیر:

تفسیر ابن کثیر نے اس آیت کے مفہوم میں بہت مختصر سی شرعی ادب بیان کیا ہے۔ کہ اگر کسی کے گھر میں اندر جانا ہو تو سب سے پہلے اجازت طلب کیا جائے، جب اجازت مل جائے تب اندر داخل ہو جاؤ، اجازت طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے سلام کیا جائے، اگر سلام کے جواب آئے اور اندر آنے کے اجازت مل جائے، تب اندر داخل ہو جاؤ۔ لیکن اگر پہلی مرتبہ سلام کرنے پر یا اجازت مانگنے پر کوئی جواب نہ آئے، تب دوبارہ اجازت طلب کیا کرو، یعنی تین مرتبہ اجازت طلب کرنے پر اگر اجازت نہ مل جائے پھر وہاں سے چلے جانا بہتر ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس آیت کے حوالے سے ابن کثیر نے کوئی تفصیلی وضاحت پیش نہیں کی، بس مختصر سی مفہوم بیان کیا ہے۔[2]

تفسیر تدبرِ قرآن:

مولانا اصلاحی نے "تفسیر تدبرِ قرآن" میں اس آیت کے وضاحت کرتے ہوئے پہلے اس آیت میں مذکور دو الفاظ کے معنی و مطلب واضح کی ہے۔ کہ "اِستیناس" کا مطلب متعارف کرنے اور مانوس ہونے کے ہیں اور "بُیوت" سے مراد وہ مکان ہے جس میں لوگ رہتے ہیں۔

اس کے بعد پھر آیت کی تفہیم واضح کی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان کے گھر جانے کی ضرورت پڑ جائے تو یوں منہ اُٹھا کے نہ جائے بلکہ اُس شخص کو گھر والوں کے کچھ جان پہچان پیدا کرنے کی ضرورت ہیں۔ اس جان پہچان پیدا کرنے کا طیب و بابرکت طریقہ یہی ہے کہ گھر کے باہر دروازے پر گھر میں رہنے والوں کو سلام کریں۔ اگر سلام کا جواب یا اجازت طلب کرنے پر اجازت مل گیا تب وہ شخص اندر جا سکتا ہے ورنہ واپس چلے جائیں۔

ان کے نزدیک سلام اجازت طلب کرنے اور اپنے آپ کو متعارف کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اس سے گھر والے پوچھ گچھ کریں گے اور سوچیں گے کہ اس شخص کو اندر آنے کی اجازت دے یا نہ دے۔ سلام اسلام کا گھر میں داخل ہونے کا طریقہ ہے۔ اس حوالے سے نبیؐ کا ارشاد گرامی ہے جس کا مفہوم یہ ہے:

کہ گھر کے دروازے پر سلام کر کے اگر جواب آیا تو ٹھیک اور اگر جواب نہیں آیا تو تین بار سلام کر کے پھر واپس چلے جائے۔

اس ہدایت پر عمل کرنے سے فحاشی و بے حیائی کے پھیلاؤ کا سدباب ہے۔ "واپس چلے جانا" یہ کوئی خفہ ہونے والی بات نہیں، بلکہ دونوں یعنی گھر والوں اور اذن طلب کرنے والے کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔ اس طریقے میں دونوں کیلئے خیر و عافیت اسلئے ہیں کہ اذن لینے والے کو بھی معلوم ہو کہ وہ کسی کے گھر میں داخل ہو رہے ہیں، جہاں ان کو اخلاقی آداب و تقاضوں کا خیال رکھنا ہے اور گھر والوں کیلئے بھی یہ یاد دہانی ہو کہ اس کے گھر میں کوئی شخص داخل ہو رہا ہے۔ کیا یہ وقت اس کے اندر آنے کا ہے یا نہیں ہے۔[3]

تقابلی جائزہ:

اتفاقی نکات:

- دونوں تفاسیر کے تناظر میں اس آیت سے ایک عام حکم صادر ہوتا ہے۔
- دونوں تفاسیر میں گھروں میں داخل ہونے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔
- دونوں تفاسیر میں سلام کرنے کا طریقہ بھی بیان ہوا ہے۔
- دونوں میں اجازت نہ ملنے پر واپس لوٹ جانے کی تاکید کی ہے۔

اختلافی نکات:

- تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے ضمن میں کوئی تفصیل ذکر نہیں ہے۔ جبکہ تدبرِ قرآن میں ایک تفصیلی خاکہ پیش کی ہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں آیت کے روسے کوئی معانی و مفاہیم بیان نہیں ہوئے ہیں۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں آیت کے روسے کچھ الفاظ کے معانی و مطالب واضح کی ہیں۔
- تفسیر ابن کثیر میں سلام کو اذن طلب کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں سلام کو اذن طلب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو متعارف ومانوس کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں لوٹنے کا اصول ذکر کر کے اس کے تفصیل بیان نہیں کی ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں لوٹنے کو ایک بابرکت طریقہ بتا کر اس کے تفصیل سے تذکرہ موجود ہیں۔

سورہ نور، آیت نمبر:28

خالی گھر میں بھی داخل ہونے سے گریز:

جس طرح جن گھروں میں لوگ آباد ہوتے ہیں ان میں بغیر اجازت کے داخلہ ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح جو گھر خالی معلوم ہوتے ہیں ان میں بھی اجازت کے بغیر داخلہ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ"[4]

ترجمہ: اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ ملے تو بھی اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ۔ یہی بات تمہارے لئے زیادہ ستھرائی والی ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ خوب جانتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر:

صاحب تفسیر نے اس آیت کے روسے بہت سی روایات بیان کی ہے۔ ساتھ میں دو اہم اُصول کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ایک یہ کہ جب گھر کے دروازے پر اجازت طلب کرنا ہو تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑا رہنا نہیں، بلکہ دائیں بائیں طرف جھک کر کھڑے ہونا چاہیئے۔ دروازے کے بلمقابل کھڑے رہنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

دوسرا اُصول یہ ذکر ہوا ہے کہ جب اجازت طلب کرنے والے سے پوچھا جائے کہ کون ہے۔ تو یہ کہنے سے منع فرمایا ہے کہ میں ہوں۔ یہ "میں" بولنا درست نہیں، کیونکہ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ اصل بندہ کون ہے۔ حالانکہ اپنا مشہور نام، کنیت یا اصل نام کہنا چاہیئے۔

تفسیر ابن کثیر نے اس آیت کے مفہوم میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ یہ سارے اُصول و آداب صرف دوسرے کے گھروں میں داخل ہونے کے لئے نہیں، بلکہ اپنے گھر جانے کے حوالے سے بھی یہ اُصول و آداب مد نظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض مرتبہ اپنے گھر میں بھی بندے کا نظر محرمات کے ایسے اعضاء پر پڑ جاتے ہیں، جو دونوں نہیں چاہتے اور ناگوار گزرتا ہے۔

اسی طرح اس تفسیر میں مذکور روایات کے تناظر میں ایک اُصول یہ بھی بتائی ہے کہ اپنے گھر جانے سے پہلے دروازے پر آواز کرنا، تھوکنا، کھانسی کرنا، جوتوں سے آواز نکالنا وغیرہ۔ یہی اِستیناس کا طریقہ ہے جو بہتر ہے اور خالی گھروں میں بغیر اجازت کے داخلہ اس لئے ممنوع ہے کہ وہ بھی کسی کے ملکیت ہوتا ہے۔ آخر میں یہ تنبیہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی باخبر ہے۔[5]

تفسیر تدبرِ قرآن:

امین احسن اصلاحی نے اس آیت کے مفہوم کو اخلاقی رنگ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب خالی گھر ہو یا اجازت طلب کرنے پر کوئی آواز نہ آئے تو وہاں سے واپس لوٹنا یہ بات دل پر گراں گزرتی ہے۔ لیکن اخلاقی پہلو سے یہ بہت پاکیزہ طریقہ ہے۔ اس طرح کے معاملات میں اپنے وقار و عزت سے زیادہ یہ بات سوچنی چاہیئے کہ اس میں خود اس شخص اور گھر والوں کے لئے اصلاح کا سامان اور شیطان کی فتنوں سے امان ہیں۔

"اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے" اس آیت میں اس لفظ نے معمولی تغیر کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا صفت اور علم کا حکمت بیان ہوا ہے۔ البتہ جب یہ تصور دل میں موجود ہو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے تو یہ غلبہ شیطان کے چالوں کو شکست دے کر اس سے انسان محفوظ رہتا ہے۔[6]

تقابلی جائزہ:

اتفاقی نکات:

- دونوں تفاسیر نے خالی گھر میں بھی بغیر اجازت کے داخلہ کو ممنوع قرار دیا ہے۔
- دونوں تفاسیر میں یہ تنبیہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہیں۔

اختلافی نکات:

- تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے مفہوم میں طویل وضاحت موجود ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں طویل وضاحت مذکور نہیں ہے۔
- تفسیر ابن کثیر اس آیت کے ضمن میں لازمی اُصول ذکر کی ہے۔ ساتھ میں ادبی پہلو پر زور دیا ہے۔ جبکہ تدبرِ قرآن نے اس آیت کو اخلاقی پہلو میں رنگ دیا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں اس آیت میں مذکور حکم کی تاکید میں بہت روایات ذکر کی ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں ایسا نہیں ہے۔
- تفسیر ابن کثیر نے لفظ "اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے "بطور خبر داری پیش کیا ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن نے اس کو بطور اللہ تعالیٰ کا صفت و حکمت پیش کیا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کا مقصد لازمی اُصول و حکم کی ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں اس کا مقصد اخلاقی تربیت، پاکیزگی، اصلاح اور شیطانی فتنوں سے محفوظ رہنے کا ہیں۔

سورہ نور، آیت نمبر:29

اجازت طلب کئے بغیر داخل ہونے کے اجازت:

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں استثناء ہوتا ہے۔ اسی طرح پہلے ذکر کیے گئے احکام واُصول میں اللہ تعالیٰ نے کچھ جگہوں کو مستثنیٰ کیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ[7]

ترجمہ: ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہو جانے میں تم پر کوئی گناہ نہیں، تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو، اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر:

صاحب تفسیر نے اس آیت کے تفہیم میں بیان فرمایا ہے کہ اس میں ان گھروں میں اجازت لئے بغیر بھی اندر جانے کی اجازت ہے جس میں کوئی نہ رہتے ہو اور اُس کا وہاں کوئی سامان وغیرہ موجود ہو اور جب اس جگہ جانے میں ایک بار اجازت مل ہی جائے تو بار بار اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ ان کے نزدیک ان جگہوں سے مراد مہمان خانے، تاجروں کے گودام، مسافر خانے وغیرہ ہیں۔ زیدؒ کے نزدیک اس سے مراد "بیت الشعر" ہے۔[8]

تفسیر تدبرِ قرآن:

مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے نزدیک اس آیت میں ذکر لفظ "غیر مسکونہ" سے مراد قرینہ دلیل ہے۔ یہاں ان مکانات کا ذکر ہو رہا ہے، جہاں کسی کے بال بچے یعنی کسی کے خاندان آباد نہیں ہوتے اور اجازت لینے کی پابندی اسلئے عائد کی ہے کہ کوئی بد نگاہی یا تہمت لگانے کا موقع حاصل نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ جب کسی مکان میں کوئی مستقل طور پر نہیں رہتا تو وہاں داخل ہونے کیلئے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اس کھلے عام اجازت کے ساتھ "وہاں تمہارا کوئی فائدہ یا سامان ہو" کی قید بھی عائد کی ہے۔ ان جگہوں سے مراد دُکانیں، سرائیں، ہوٹل، مردانہ نشست گاہیں وغیرہ ہیں۔

اسی طرح ان کے نزدیک "جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو" ایک تنبیہ کے طور پر پیش کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں پر کھل جائے کیونکہ بعد میں وہ لاعلمی کا بہانہ نہ کریں۔[9]

تقابلی جائزہ:

اتفاقی نکات:

- دونوں تفاسیر میں حکم عام ہے کہ غیر رہائشی مکانات میں بغیر اجازت کے بھی داخل ہو سکتے ہیں۔
- دونوں تفاسیر میں اجازت دینے کے قید (وہاں تمہارے منفعت یا اسباب ہو) بھی لگایا گیا ہے۔
- دونوں تفاسیر میں آیت کی آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ کے علم ہونے کا تذکرہ ہے۔

اختلافی نکات:

- تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے مفہوم میں تفصیل سے وضاحت موجود نہیں ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔

- تفسیر ابن کثیر میں غیر رہائشی مکانات سے مہمان خانے، مسافر خانے، گودام، بیت الشعر، مراد لیاہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں اس سے مراد دُکانیں، ہوٹل، سرائیں، مردانہ نشست گاہیں، مراد لیاہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں آیت کی آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ کے علم ہونے کا تذکرہ ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے علم ہونے کے ساتھ ساتھ تنبیہ کے طور پر پیش کیاہے۔

سورہ نور، آیت نمبر:30

مومن مردوں کو ہدایت:

یہاں سے اُن آداب کا تذکرہ ہورہاہے، جب اجازت ملنے پر بندہ گھر میں داخل ہوجائے اور داخل ہونے کے بعد مومن مردوں کو احتیاطی تدابیر کے صورت میں کچھ ہدایات کیے گئے ہیں۔

جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ[10]

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں، اللہ سب سے خبردار ہے۔

تفسیر ابن کثیر:

تفسیر ابن کثیر میں صاحب تفسیر کے مطابق یہ آیت مسلمان مردوں کے لئے ایک حکم ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا حرام ہے ان کو نہ دیکھنا اور ان چیزوں سے اپنے نظریں نیچے رکھنا، یہ اس آیت کا لازمی پیغام ہے۔ اگر حرام چیز پر اچانک یا غلطی سے نظر پڑ جائے تو بھی دوبارہ یا بار بار دیکھنا نہیں چاہیئے۔

اس حوالے سے نبی کریمؐ سے روایت ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ اگر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً اپنی نگاہ ہٹالو۔ نیچی نظر کرنا یا ادھر اُدھر دیکھنا ، اللہ کی حرام کردہ چیز کو نہ دیکھنا آیت کا مقصد ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ آپؐ کا ارشاد ہے، چھ چیزوں کے تم ضامن ہوجاؤ، میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوتاہوں۔ بات کرتے ہوئے جھوٹ نہ بولو، امانت میں خیانت نہ کرو، وعدہ خلافی نہ کرو، نظر نیچی رکھو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح اور بھی بہت سارے روایات واحادیث اس آیت پر دلالت کرتی ہے۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے نافرمانی کا ذریعہ بنے وہ گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ نظر ڈالنے کے بعد دل میں فساد کا خلا پیدا ہوتاہے، اس لئے شرمگاہ کی حفاظت اور نظر نیچے رکھنے کا فرمان ہوا۔ ایک اور روایت میں ہے جو لوگ اپنے نظریں حرام

چیزوں سے بچاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے آنکھوں میں نور ہی نور ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اپنی نظر نیچی رکھتا ہے اللہ اس کے دل ایمان کے نور سے منور کرتا ہے۔[11]

تفسیر تدبرِ قرآن:

مولانا اصلاحیؒ اس آیت کے وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ہدایات ان مسلمانوں کے لئے ہیں جن کو گھر میں داخلہ کے اجازت مل گئی ہے۔ ان کے نزدیک یہ اجازت دینا حکم عام نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جو صاحب خانہ کے رشتہ دار ہو وہی گھر میں اندر آسکتے ہیں۔ ان کو آیت میں جو ہدایات دی ہے وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ کیونکہ "غص بصر "اور" فروج حفاظت" تقاضہ ایمان ہے۔ اس آیت سے یہ حکم بھی صادر ہوتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ بٹھایا جائے اور یہی اسلام میں مطلوب ہے۔

غص بصر ایک بڑی ہدایت جبکہ حفاظت فروج مہذب لباس ہے۔ یعنی اس طرح کپڑے (لباس) پہنا جائے جس میں ستر چھپا ہو اور جسم پر خوبصورت لگتا ہو۔ خلاصہ بحث یہ کہ اُوپر ذکر کیے گئے ہدایات و احتیاطیں اخلاقی پاکیزگی کیلئے نہایت اہم ہے اور انسان جو بھی کرتا پھرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔[12]

تقابلی جائزہ:

اتفاقی نکات:

- دونوں تفاسیر کے مطابق اس آیت سے مخاطب مسلمان مرد ہے۔
- دونوں تفاسیر میں گھروں میں داخل ہونے کے اجازت ملنے کے بعد کچھ احتیاطیں برتنے کی ہدایات دی ہے۔

اختلافی نکات:

- تفسیر ابن کثیر کے مطابق دخول بیوت کے اجازت حکم عام ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں یہ اجازت حکم خاص ہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں غص بصر اور حفاظت فروج کو نور ایمان قرار دیا ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں ان دونوں کو تقاضہ ایمان قرار دیا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر کے مطابق یہ آیت ایک حکم فراہم کرتا ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن کے مطابق یہ آیت چند ہدایات فراہم کرتے ہیں۔
- تدبرِ قرآن میں غص بصر ایک بڑی ہدایت اور حفاظت فروج ایک باقرینہ لباس ہے۔ جبکہ تفسیر ابن کثیر میں یہ تذکرہ موجود نہیں ہے۔

سورہ نور، آیت نمبر:31

مومن عورتوں کو تاکید:

جس طرح پہلے ذکر کیے گئے آیت میں مومن مردوں کو مخاطب کر کے کچھ ہدایات دے تھیں۔ اسی طرح اب مومن عورتوں کو مخاطب کر کے کچھ ہدایات دینا مقصود ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[13]

ترجمہ: مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور ااپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مارے رہیں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے سسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا ایسے نوکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تفسیر ابن کثیر:

صاحب تفسیر "تفسیر ابن کثیر" میں اس آیت کے نزول کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ اسماء بنت مرثد کا گھر بنو حارثہ کے محلے میں تھا۔ ان کے عورتیں آتی تھیں اور وہاں کے رواج کے مطابق اپنے پیروں کے زیور، سینے اور بال کھولے ہوئے رکھ کر آیا کرتے تھے۔ حضرت اسماء کو یہ ناگوار لگتا اور کہتی یہ کیسی بُری بات ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

پس مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ وہ اپنے زیب و زینت غیر مردوں پر ظاہر نہ کریں، نظریں نیچی رکھیں، سوائے اس کے جو آیت میں مذکور ہے۔ ابن کثیر آیت کے مفہوم میں فرماتے ہیں کہ اگر بد نگاہی اور شہوت نظر نہ ہو تو غیر مردوں کو دیکھنا حرام نہیں۔ اس کا دلیل نبی کریمؐ کے اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی دن پر حبشی لوگوں نے مسجد میں ہتھیاروں کی کرتب شروع کی تو حضرت عائشہ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر دیکھ رہی تھی، بہت دیر تک دیکھنے کے بعد جب تھک گئی تو چلی گئی۔

اسی طرح عورت کو اپنے آپ کو چھپانے میں اس بات کی رعایت دی ہے کہ جسکا چھپانا ناممکن ہو، یعنی چادر اور اوپر کا کپڑا، چہرہ، ہاتھ اور اُنگلیاں۔ فرماتے ہیں بناؤ سنگھار دو قسم پر ہے۔ ایک وہ جو خاوند دیکھے جیسے انگوٹھی اور کنگن۔ دوسرے وہ جو غیر دیکھے جیسے اوپر کا کپڑا۔ یہی "مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کا مطلب ہو سکتا ہے۔

خمر خمار کی جمع ہے اس کا مطلب ہے ہر وہ چیز جو ڈھانپ لیں۔ اسلئے یہاں یہ حکم بھی صادر ہوا کہ مسلمان عورتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے سروں کو ڈھانپ لیں، اپنے اوڑھنیوں کو گریبانوں پر ڈال دے، گلے کے زیور چھپائیں اور پاؤں بھی زمین پر ایسا نہ مارے کہ اس سے عورت کی خوبصورتی ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں ان چیزوں کا عام رواج تھا، جب یہ احکام صادر ہوئے تو مسلمان عورتوں نے اس پر بھرپور عمل درآمد کی۔

اسی طرح ایک اُور حکم کی گئی کہ تمہارے عورتیں اپنا بناؤ سنگھار اپنے جیسے عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں پر بھی ظاہر نہ کریں۔ ان کے نزدیک اس سے مراد مسلمان عورتیں ہیں، ذمی عورتیں نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ مسلمان عورت کی خوبصورتی کا ذکر اپنے مردوں کے سامنے کریں۔ ان کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ البتہ اس حکم سے لونڈیاں اور باندیاں مستثنٰی ہیں اور یہی حکم غلاموں کا بھی ہے۔ لیکن یہاں یہ قید بھی عائد کی ہے کہ وہ غلام جس کے ساتھ مکاتب کا معاہدہ ہوا ہو تو اگر ان کے پاس وہ رقم جمع ہو جائیں تو پھر اس سے بھی پردے کا حکم ہے۔

اسی طرح بڑے بوڑھے نوکر مردوں سے پردے کا وہی حکم ہے جو ذی محرم کا ہے اور اس حکم سے ہیجڑے خارج ہے کیونکہ ان سے بھی پردہ ہے۔ دیور، جیٹھ اور ماموں، چاچوؤں سے بھی پردے کا حکم ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ماموں چاچوں بھی ذی محرم ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بھانجیوں وغیرہ کے خوبصورتی کا ذکر اپنے بیٹوں سے کریں، اسلئے ان سے بھی پردہ ہے۔ اسلام نے عورت کو خوشبو لگا کر گھر سے نکلنے، پاؤں میں پازیب پہن کر اس سے آواز نکالنے اور مردوں کے بیچ میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔ اس احکام پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی ہے۔[14]

تفسیر تدبرِ قرآن:

تفسیر تدبرِ قرآن کے مطابق اس آیت سے صرف احکام صادر نہیں ہو رہے بلکہ یہ مسلمان عورتوں کو ہدایات دیے جا رہے ہیں۔ مولانا اصلاحیؒ نے یہ قید لگا کر اس آیت کی تفسیر کی ہے جب غیر محرم مرد گھروں کے اندر داخل ہو جائے تو عورت کو اس آیت میں مذکور ہدایات و احکام کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

مولانا اصلاحی نے آیت میں مذکور کچھ الفاظ کے وضاحت بھی کی ہے۔ جیسے "مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے مراد لباس ہے کیونکہ اس کو چھپانا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح لفظ "بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ" سے مراد دوپٹہ اور اوڑھنی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو تاہے کہ دوپٹہ (چادر) مسلمان عورت کی لباس کا ضروری حصہ ہے۔ اس ضمن میں مولانا اصلاحی قوم کے اخلاقی تربیت پر بھی روشنی ڈال رہے ہیں۔

ان کے نزدیک "أَوْ آبَائِهِنَّ" اپنے آپ میں گہرا معنی رکھتا ہے۔ اس سے مراد اجداد و اعمام بھی ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک "أَوْ نِسَائِهِنَّ" سے صرف مسلمان عورت مراد نہیں بلکہ میل جول والی عورتیں، وہ عورتیں جن کے ساتھ اہل خانہ کا تعلق ہو اور خدمت گزار عورتیں مراد ہیں۔ "أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ" سے مراد صرف لونڈیاں اور باندیاں نہیں بلکہ غلام بھی ہے۔

ملازمین کے بارے میں ان کے رائے یہ ہے کہ ان سے بھی پردہ کرنے کے تمام لوازمات وہدایات کو مد نظر رکھنا چاہیئے اور اگر یہ ملازمین گھر میں اندر داخل ہونا چاہے تو پہلے اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح آیت میں ذکر لفظ "مِنَ الرِّجَالِ" سے مراد بوڑھے مرد، معذور اور نابینا، وہ جو جنسی خواہشات و جذبات نہیں رکھتے۔ آخر میں مولانا اصلاحی فرماتے ہیں کہ یہ سارے ہدایات و تعلیمات پورے مسلم معاشرے کیلیئے ہیں۔[15]

تقابلی جائزہ:

اتفاقی نکات:

- دونوں تفاسیر میں مسلمان عورتوں کو پردے کے احکام وہدایات دی ہے۔
- دونوں تفاسیر میں عورت کو اپنی آپ کو چھپانے، پردہ کرنے اور سر ڈھانپنے کی تاکید کی ہے اور ساتھ میں پازیب کے چھنگار سے، اپنی جسم کے نمائش وغیرہ سے منع فرمایاہے۔

اختلافی نکات:

- تفسیر ابن کثیر کے مطابق شہوت اور بد نگاہی کے بغیر کسی مرد کی طرف دیکھنا ہو تو اس کے گنجائش ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن کے مطابق کسی بھی غیر مرد کو دیکھنا چاہے جو بھی ارادہ ہو تو یہ حرام ہے۔
- تفسیر ابن کثیر کے مطابق مرد اگر نابینا بھی ہو تو اس سے پردہ لازم ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن کے روسے نابینا مرد سے پردہ کرنا لازم نہیں ہے۔

- تفسیر ابن کثیر نے "مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے ہاتھ، انگوٹھی اور اوپر کا کپڑا مراد لیا ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن نے اس سے مراد لباس لیا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر کے مطابق اس آیت کے احکام عام نوعیت کی ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن کے مطابق یہ احکام خاص نوعیت کی ہے کہ جب گھر کے اندر غیر مرد داخل ہو تب ان ہدایات کا خیال رکھنا عورت پر لازم ہوتی ہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کو احکامی رنگ دیا ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں اس آیت کو معاشرتی، اخلاقی، تربیتی رنگ میں رنگ دیا ہے۔
- تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے مفہوم میں بہت سارے روایات و احادیث ذکر ہے۔ جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں ایسا نہیں ہے۔

نتائج البحث

1. سورۃ النور میں بیان کردہ معاشرتی آداب کا تعلق محض اخلاقی تعلیمات سے نہیں، بلکہ یہ معاشرتی زندگی کے اہم اصول و ضوابط فراہم کرتے ہیں، جن کے ذریعے افراد کے درمیان باہمی احترام، اعتماد، تعاون اور حسن معاشرت کو فروغ ملتا ہے اور معاشرے میں پُر امن اور باہمی تعاون پر مبنی زندگی گزارنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔
2. تفسیر ابن کثیر میں مذکورہ معاشرتی آداب کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے طور پر واضح کرتے ہوئے قرآن و حدیث اور آثار و روایات کے ذریعے ان کی اہمیت کو مزید اجاگر کیا گیا ہے، جبکہ تفسیر تدبرِ قرآن میں ان آداب کے اخلاقی، معاشرتی اور تربیتی پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔
3. دونوں مفسرین کے مناہج تفسیر، اسالیب بیان، طرز استدلال اور تعبیر و تشریح میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ دونوں تفاسیر کا تقابلی مطالعہ قرآن کریم کے احکامات، ہدایات اور پیغامات کو مختلف علمی و تفسیری زاویوں سے سمجھنے اور ان کے مفاہیم و مقاصد کی گہرائی تک رسائی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔
4. تفسیر ابن کثیر میں آیات کی تشریح کے دوران قراءات و اعراب، صرفی و نحوی ترکیب، الفاظ کی لغوی تحقیق، اصطلاحی مفاہیم اور اقوال عرب کو بطور استدلال و توضیح پیش کیا گیا ہے۔
5. تفسیر تدبرِ قرآن میں قرآن کریم کی زبان و ادب، لغت، داخلی قرائن، نظم قرآن، باہمی ربط و ہم آہنگی اور سیاق و سباق پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

[1] سورۃ النور، آیت:27

[2] حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ قدوسیہ لاہور، سن اشاعت:2003ء، ج:3، ص:602، 603

[3] امین احسن اصلاحی، تدبرِ قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، سن اشاعت:2009ء، ج:5، ص:393، 394

[4] سورۃ النور، آیت:28

[5] تفسیر ابن کثیر، ج:3، ص:603-606

[6] تدبرِ قرآن، ج:5، ص:394، 395

[7] سورۃ النور، آیت:29

[8] تفسیر ابن کثیر، ج:3، ص:606، 607

[9] تدبرِ قرآن، ج:5، ص:395

[10] سورۃ النور، آیت:30

[11] تفسیر ابن کثیر، ج:3، ص:607، 608

[12] تدبرِ قرآن، ج:5، ص:395، 396

[13] سورۃ النور، آیت:31

[14] تفسیر ابن کثیر، ج:3، ص:608، 612

[15] تدبرِ قرآن، ج:5، ص:396، 399